محمد اسعد مدنی*

شمع روشن بجھ گئی بزم سخن ماتم میں ہے

"مولانا محمد ابراھیم فانی مشاھیر کی نظر میں"

مولانا ماہر القادریؒ اپنی کتاب "قلمی معرکے" میں رقم طراز ہیں:

"ایک ہوتا ہے باکمال اور ایک ہوتا ہے جامع کمالات، باکمال سے اگر اس کا کمال چھین لیا جائے تو اس کی شخصیت میں کچھ باقی نہیں رہتا۔ اور جامع کمالات کا کوئی ایک وصف یا ایک کمال حذف ہو بھی جائے تو دوسرے کمالات کے سبب اسکی شخصیت ممتاز رہتی ہے"

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی نور اللہ مرقدہ کی شخصیت بھی جامع کمالات تھی اور انہیں کمالات میں سے ایک اُن کی "شاعری" ہے بہت سے نامور اور باکمال شعراء سے اگر ان کا کمال شاعری حذف کر دیا جائے تو ان کی شخصیتیں صفر ہو کر رہ جائیں گی۔ مگر مولانا محمد ابراہیم فانیؒ کی ذات وصفات بے شمار خوبیوں کی حامل تھی۔ اگر وہ شاعر نہ ہوتے تو بھی اپنے دیگر کمالات کے سبب مرجع خلائق ہوتے۔

مولانا محمد ابراہیم فانیؒ بیک وقت ایک مستند عالم دین، کامیاب مدرس، عظیم دانشور، صاحب طرز ادیب، قادر الکلام شاعر اور متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ عربی، فارسی، اردو، پشتو پر انہیں کامل عبور حاصل تھا۔ ان کی شخصیت کا ہر پہلو اتنا وسیع ہے کہ بلا مبالغہ ان میں سے ہر ایک پر الگ الگ کتاب لکھی جاسکتی ہے اس مضمون میں صرف ان کی "اردو شاعری" پر بات ہوگی، مگر اس سے پہلے مناسب ہے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہ کا علمی وادبی خاکہ نقل کیا جائے جو انہوں نے فانی مرحوم کے متعلق اپنی شہرۂ افاق کتاب "مشاہیر" میں تحریر کیا ہے۔ حضرت کا یہ قلمی خاکہ جہاں جامعیت واختصار کا بے مثال شہ پارہ ہے وہیں حضرت فانی کی زندگی کا خلاصہ بھی ہے۔ اہل ذوق حظ وافر اٹھائیں۔

"ہونہار ذہین، مستعد عالم، درسِ نظامی کے جید مدرس، بالخصوص نحو وادب میں مقبول استاد، پشتو، میں ان کے درسی آمالی کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، عربی علوم وفنون کے ساتھ اللہ نے پشتو، اردو، عربی، فارسی میں شاعری کی عمدہ صلاحیت سے نوازا ہے۔ جس کے کئی مجموعے شائع ہوئے۔ ہمارے استاد صدر المدرسین علامہ عبدالحلیم زروبویؒ

---

* متعلم مدرسہ تحسین القرآن حکیم آباد

کے فرزند ہیں۔ان کے وفات کے بعد ان ہی کی چھوٹی سی رہائش گاہ (عقب مسجد حقانیہ) میں گزر بسر کررہے ہیں دنیا کے شور شرابوں سے دور اسی گوشۂ خلوت میں اپنے فکر ونظر کی دنیا میں محو اور قناعت سے مالا مال تدریسی خدمات کا پینتیسواں سال ہے''۔(مشاہیر ص۹۲ ج۲)

مولانا محمد ابراہیم فانی ؒ اردو کے نامور، کہنہ مشق اور قادرالکلام شاعر تھے، آپ کی شاعری فصاحت وبلاغت، لطافت ونفاست، سادگی وشستگی، اور روانی و بے ساختگی سے بھرپور ہے جس کی طرف انہوں نے خود نشان دہی کی ہے......

ہوں مرید میر و غالب شعر میں
پھر بھی لیکن رنگ فانی اور ہے

آپ کی شاعری میں اساتذہ کا رنگ وآہنگ اور طرز واسلوب نمایاں ہے۔آپ نے نظم کی جس صنف میں بھی طبع آزمائی کی اس میں فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

آپ کو عربی، فارسی، اردو، پشتو کے اشعار کا ایک بڑا ذخیرہ یاد تھا۔جن کا استعمال اکثر اوقات اپنی گفتگو اور تحریر میں بڑے خوبصورت انداز سے کرتے تھے۔اپنی شاعری کے متعلق وہ لکھتے ہیں۔

''۸۳ء میں طبیعت اردو شاعری کی طرف مائل ہوگئی اور پھر اردو میں طبع آزمائی شروع کی۔چنانچہ ماہنامہ''الحق'' اکوڑہ خٹک، ماہنامہ ''الخیر'' ملتان، خدام الدین، لاہور، ترجمان اسلام، لاہور، بینات، کراچی، النصیحہ، چارسدہ اور دیگر اخبارات ورسائل میں راقم کی نظمیں اور غزلیں شائع ہوتی رہیں۔عمومی طور پر ان نظموں اور غزلیات کو پزیرائی حاصل ہوئی۔علاوہ ازیں عربی شاعری میں بھی مشق جاری رہی۔چنانچہ بندہ کا عربی مرثیہ جو کہ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمی قدس سرہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے سانحہ ارتحال پر لکھا گیا تھا۔وہ جب ماہنامہ ''الحق'' میں چھپا تو ''الحق'' ہی سے وہ مرثیہ دیوبند کے عربی ماہنامہ ''الثقافہ'' میں شائع ہوا۔'' (نالۂ زار، ص۱۷)

ممتاز شاعر جناب پروفیسر محسن احسان صاحب، فانیؔ مرحوم کی شاعری کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

''پشتو زبان وادب سے شغف اور پشتون معاشرے میں آنکھ کھولنا اور اس میں سانس لینے کے باوجود ابراہیم فانیؔ کی اردو زبان وادب سے اتنی دلچسپی قابل تحسین ہے آپ ان کی موتیوں جیسے سچے اور کھرے جذبات واحساسات کو دیکھئے تو آپ کو یقین ہوجائے گا کہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی بات کس طرح دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے۔شوق اگر سچا اور جذبہ نیک ہو تو انسان کسی نہ کسی صورت منزل تک رسائی کرہی لیتا ہے۔فانیؔ صاحب کے جذبوں کی پاکیزگی اور احساسات کی نفاست یقیناً انہیں اس سفر

شوق میں رواں دواں رکھے گی اور وہ ایک نہ ایک دن منزل تک پہنچ جائیں گے" (نالۂ زار، ص ۲۳)

مشہور ڈرامہ نویس، افسانہ نگار، مؤرخ، ادیب، نقاد اور شاعر جناب پروفیسر محمد افضل رضا صاحب، فانی مرحوم کی شاعری کے متعلق اپنا تجزیہ یوں پیش کرتے ہیں۔

"پشتو فانی کا مجموعہ اردو زبان میں متعلق کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ محمد ابراہیم فانی (جن کی مادری زبان پشتو ہے) جہاں فارسی، عربی زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں، وہاں اردو میں بھی وہ نہایت روانی اور آسانی سے شگفتہ انداز میں وارداتِ قلبی اور معاملاتِ حسن و عشق، احساسِ محرومی، غم جاناں اور غم دوراں کو سپرد قلم کرسکتے ہیں آپ کی نظموں میں غزلوں میں جو بیساختہ پن اور روانی ہے وہ دوسرے پشتون شعراء کی اردو شاعری میں شاید آپ کو کم ہی ملے، فانی اپنے دل کی بات دوسروں کے دلوں تک پہنچانے کا فن جانتے ہیں" (نالہ زار، ص ۳۰)

چند سال قبل شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ، جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ تشریف لائے تھے۔ علماء وطلباء کے اجتماع سے خطاب کرنے کے بعد شیخ الاسلام اور دیگر تمام اکابر علماء ہمارے گھر تشریف لائے، وہاں قلم وکتاب اور شعر وشاعری کا ذکر چھڑ گیا، حاضرین بالخصوص مولانا محمد ابراہیم فانیؒ کی پرزور اصرار پر شیخ الاسلام نے اپنا شاعرانہ کلام سنایا اور خوب داد سمیٹی، اس کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدہ مجدہ نے شیخ الاسلام کے سامنے مولانا محمد ابراہیم فانیؒ کا تعارف کیا اور پھر انہیں حکم دیا کہ اپنی کوئی غزل سناؤ۔ چنانچہ فانؔی مرحوم نے اپنی وہ غزل سنائی جس کا مطلع یہ ہے۔

بدلیں گے انداز تیرے یہ کبھی سوچا نہ تھا
دل نے اے جانِ تمنا یہ ستم دیکھا نہ تھا

حاضرین ہر ایک شعر پر جھومتے اور بے اختیار داد دیتے رہے۔ جب غزل ختم ہوئی تو مفتی عثمانی صاحب مدظلہ نے فرمایا: "ماشاء اللہ! بڑی پختہ شاعری ہے" حضرت کا یہ جملہ فانؔی صاحب کی شاعری کے لئے سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

"فانی"، تخلص کے متعلق خود رقم طراز ہیں۔

"لندن سے ایک پشتو ادیبہ نے مجھے فون کیا اور یہ بات کہہ رہی تھیں کہ مجھے یہ بات بالکل پسند نہیں کہ آپ کو فانی کہوں اور پھر یہ کہ ہر شخص فانی ہے تو یہ تخصیص آپ نے اپنے ساتھ کیوں کی ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ: "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ" انہوں نے کہا تو اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا کہ یہ اسی حدیث کا مفہوم ہے کہ "مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا" اور یہ مرزا غالب کے شعر کے حوالے سے ہے غالباً